Journal of Religion & Society (JRS)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

BALANCE BETWEEN INCOME AND EXPENDITURE OF PROPHET MUHAMMAD (PBUH) A CONTEMPORARY STUDY

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرائع آمدن اور اخراجات میں توازن عصری مطالعہ

Dr. Najamuddin Kokab Hashmi
Associate Professor, Institute of Islamic Studies and Sharia, Muslim Youth University Islamabad.
Anwaar Rasool
MPhil Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, Muslim Youth University Islamabad, Lecture, College Malakwal.
sahibzadaanwaarrasoolnorinori@gmail.com

ABSTRACT

The life of Prophet Muhammad (PBUH) serves as an exemplary model of balance, moderation, and integrity in financial matters, reflecting the core principles of Islamic teachings. His approach to wealth and economic activities was characterized by lawful earnings, prudent spending, and an unwavering commitment to social welfare. Despite being entrusted with considerable resources during his life, the Prophet (PBUH) prioritized the collective well-being of society over personal gain, demonstrating the values of humility and selflessness. Prophet Muhammad (PBUH) primarily relied on ethical and lawful sources of income, such as trade, war booty, and gifts. Before his prophethood, he was widely known for his honesty and reliability in trade, earning the title "Al-Amin" (the Trustworthy). His business dealings were marked by fairness, transparency, and mutual benefit, embodying the principles of economic justice. As a leader, he received war booty and gifts, which were often distributed equitably among the community, especially among the poor, widows, orphans, and other vulnerable groups. These practices underscore the significance of ethical earning and equitable distribution in an Islamic economic framework. The financial principles embodied by the Prophet (PBUH) are profoundly welfare-oriented, emphasizing the collective good over individual accumulation. In conclusion, the life of Prophet Muhammad (PBUH) presents an enduring model of financial ethics and moderation. His teachings remind us that wealth, when earned lawfully and used responsibly, becomes a means of achieving personal and collective well-being. These principles remain a cornerstone of Islamic economic thought and offer valuable insights for building equitable and compassionate societies in the modern world.

Keywords: *Muhammad, Financial Matters, Reflecting, Principles Economic, Activities, Characterized, Modern World*

تعارف

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شخصیت مسلمانوں کے لیے ایک مثالی اسوہ ہے ۔لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ[i] ۔آپ کی شخصیت میں وہ تمام صفات جمع تھی جو کسی بھی گوشہ زندگی میں مطلوب ہو سکتی ہیں۔آپ کی عبادات آپ کے اخلاق آپ کی جنگیں آپ کی امن کی کوششیں آپ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی مسلمانوں کے لیے مکمل نمونہ ہے۔جہاں آپ نے مسلمانوں کے لیے دیگر معاملات میں ایک مکمل رہنمائی عطا فرمائی وہیں آپ نے انسانیت کے لیے معاشی نظام کا ایک بہترین پہلو متعارف کروایا۔جس میں انفرادی اور اجتماعی معاش کے حصول کے خطوط واضح کیے۔مقالہ ہذا میں آپ علیہ السلام کے ذریعے معاش کو تفصیل سے بیان کرنے کی سعی کی گئی اور آپ کے آمدن اور اخراجات میں توازن کے بارے میں بتایا گیا۔آپ کے ذریعے معاش اور اس سے حاصل ہونے والی چیزوں کے بارے میں بھی جاننے کی کوشش کی گئی اور اس کی عصری معنویت کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

عہد مکی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معاشی زندگی۔

واقعہ فیل کے 93 یا 96 دن بعد تاجدار مدینہ قریش کے سردار حضرت عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوئے۔آپ کی آمدسے قبل تین ماہ شام کے ایک سفر سے واپس آتے ہوئے مدینہ کے قریب آقا دو جہاں کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا ۔جب آپ چھ برس کے تھے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ حضرت سیدہ آمنہ کا انتقال ہو گیا۔جب آپ نو برس کے ہوئے حضرت عبدالمطلب جو آپ کے دادا تھے وہ بھی داغ مفارقت دے گئے یعنی ان کا بھی وصال ہو گیا۔اس کے بعد آپ اپنے چچا حضرت ابو طالب ان کی نگرانی میں پرورش پانے لگے۔رسول معظم علیہ الصلوۃ والسلام کا نبوت سے قبل کا زمانہ اقتصادی اور دولت کے لحاظ سے خوشحال نہیں تھا بلکہ یہ ایک سخت اور کٹھن وقت تھا ۔لیکن اس کے برعکس یہ کہنا بھی ٹھیک نہیں آپ بہت ہی زیادہ مفلوک الحال زندگی بسر کر رہے تھے۔البتہ یہ ضرور تھا کہ رسول پاکبچپن سے ہی محنت کر کے اپنی مدد آپ کے تحت ضروریات زندگی پورا کرنے کا ذہن رکھتے تھے۔أَ لَمْ یَجِدْکَ یَتِیماً فَآوی[ii]

کسب معاش کا دور۔

حضرت ابو طالب کی معیشت اچھی نہیں تھی۔اور ان کے خاندان کی بڑی تعداد نےاس مشکل کو اور سخت اور سنگین بنا دیا تھا۔اس لیے جب حضور دس سال کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بعض لوگوں کے ریوڑ اجرت پر چرانے شروع کر دیے تاکہ اپنے محترم چچا کا ہاتھ بٹائیں ۔[iii]

امام بخاری رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔رسول پاک نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے جتنے پیغمبر بھیجے ان میں سے اکثر وہ ہیں جنہوں نے بکریوں کو چرایا ہے۔ اصحاب نے عرض کہ کیا آپ نے بھی فرمایا کہ میں بھی قراریط کے بدلہ اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔[iv]

قراریط ۔

قراریط قیراط کی جمع ہے اور یہ دینار کے چھٹے حصے کی چوتھائی کو کہتے ہیں۔اور بعض نے کہا کہ دینار کے بیسویں حصے کو قیراط کہتے ہیں ۔[v]

لیکن شیخ ابو زہرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔بکریوں کے دودھ کا حصہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجرت کے طور پر لیا کرتے تھے اور جو حضرت ابو طالب کے اہل و عیال کے ساتھ بطور غذا استعمال فرمایا کرتے۔[vi]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ مقام الظہران میں ہم اللہ کے حبیب کے ساتھ دیکھ کے وہاں پیلو کے پھل چننے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ دیکھ کر چنو وہ بہت خوش ذائقہ اور مزےدار ہوتے ہیں۔صحابہ دست بستہ کہا یا حبیب اللہ کیا اپ بکریاں چرایا کرتے تھے کہ آپ کو یہ بات معلوم ہے آپ کا ارشاد گرامی ہے کوئی پیغمبر ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں ابو داؤد کی اس حدیث میں آپ کی گلا بانی کا تفصیلی واقعہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔آپ کے پاس 100 بکریاں تھیں ان سے زیادہ تعداد بڑھانا نہیں چاہتے تھے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو آپ اس کی جگہ ایک بکری ذبح کرتے تھے جب آقا کریم جوان ہوئے تو آپ نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا ۔اس ذریعے معاش کے انتخاب کی وجہ میں سے نمایاں وجہ یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کے خاندان بنو ہاشم اور قریش مکہ بھی تجارت کے پیشے سے منسلک تھے آپ کے آبا و اجداد تجارت کی وجہ سے مشہور تھے جیسا کہ ایک روایت میں موجود ۔اصحاب ایلاف چار بھائی ہیں۔ہاشم عبدالشمس مطلب اور نوفل ہیں جو اولاد عبدالمناف میں سے ہیں۔ہاشم نے شام کے بادشاہ سے امان نامہ اور تجارتی عہد لیا تھا تاکہ ملک شام کی طرف ان کی تجارت پر امن رہے۔ان کے بھائی عبدالشمس نے حبشہ کے حاکم سے تجارتی معاہدہ کیا تھا مطلب نے یمن کے بادشاہ اور نوفل نے ایران کے بادشاہ کسری کے ساتھ تجارتی معاہدہ کیا تھا۔رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے بچپن ہی میں اپنے چچا حضرت ابو طالب کے زیر سایہ تجارت کے بنیادی اصول و ضوابط کی تربیت حاصل کر لی تھی لہذا اسی دوران پہلی بار آپ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کی معیت میں تجارت کے لیے شام کا سفر کیا یہ آپ کی تجارتی زندگی کا ابتدائیہ تھا جب تاجدار رسالت کی عمر 25 برس کی ہوئی تو آپ کی امانت دیانت اور سچائی مشہور ہو گئی تھی۔[vii]

پیغمبر اعظم کی صداقت۔

محمدﷺ بحیثیت صادق۔

انسان کے اخلاق کی سب سے عظیم خوبی صداقت اور سچائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے سچائی اور سچ بولنے والوں کی تعریف کی۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[viii]

اللہ تعالی نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو صداقت کی خوبی دے کر عزت و شرف سے نوازا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَ اذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۴ ”اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجیے۔ بے شک وہ نہایت سچا تھا، نبی تھا۔“ (مریم41:19)[ix]

اللہ تعالی نے آپﷺ کو اپنی رسالت کا امین بنایا تو امت کو حرف بحرف بغیر کمی بیشی کے پیغام رسالت پہنچایا اور اپنے رب کی امانت پوری طرح ادا کر دی۔ آپ ﷺ کا ہر قول وفعل اور حال صداقت پر مبنی ہے۔ آپﷺ جنگ و صلح خرید و فروخت، عهد و پیمان، خطبہ وخطوط، فتاوی و واقعات، زبان و تحریر اور روایت و درایت میں ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ اللہ تعالی نے آپ کو جھوٹ سے محفوظ و مامون رکھا اور برے اخلاق سے بچایا۔

آپﷺ بعثت سے پہلے ہی قریش کے ہاں صادق و امین کے لقب سے معروف تھے۔ بعثت کے ابتدائی دنوں میں آپ کوہ صفا پر کھڑے ہوئے اور قریش کے مختلف سرداروں کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ، قَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا))[x]

''تمھارا کیا خیال ہے اگر میں تمھیں بتاؤں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا خیال کرو گے؟ سب نے بیک زبان جواب دیا: ہمیں بھی آپ سے جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا۔'' (صحيح البخاري، تفسير القرآن، حديث : 4971)

رسول پاک بطور امین۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی امانت کے چرچے تھےکافر نبی پاک کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنا مال تجارت کے لیے آپ کے سپرد کیا۔حضرت خدیجۃ الکبری جو کہ عرب کی شریف ترین اور مالدار ترین خاتون تھیں اور ان کا تجارتی کاروان اہل مکہ کے تجارتی کاروان کے برابر ہوتا تھا ۔جب رسول اللہ کی سچائی امانت داری اور شرافت اور اخلاق کے بارے میں سنا تو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ ان کا مال لے کر بمع غلام کے جس کا نام میسرہ تھا تجارت کے لیے تشریف لے جائیں اور آپ کو معاوضہ بھی اس سے زیادہ دوں گی جو دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں۔[xi]

اس سفر میں آپ نے بہت سارا منافع کمایا حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں نے حضرت خدیجہ سے دو سفروں کا معاوضہ ایک اونٹنی لیا تھا ساتھ ہی حضرت خدیجہ نے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وصلت کا پیغام بھیجا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے ہمراہ تشریف لے گئے اور اس طرح حضرت خدیجہ بنت خویلد سے آپ کا نکاح ہو گیا۔[xii]

رسول کریم نے بطور مہر انہیں بیس اونٹنیاں دیں۔[xiii]

اس کے بعد حضرت خدیجہ نے بھی اپنی تمام دولت اپنے شوہر نامدار کے سامنے رکھ دی یوں اللہ تعالی نے تاجدار رسالت کو غنی کر دیا۔[xiv]

اس کے بعد دوبارہ رسول پاک حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کا سامان تجارت لے کر جرش تشریف لے گئے جرس یمن کا ایک بہت بڑا شہر تھا اسی طرح آپ تجارتی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے۔[xv]

یہ امر ظاہر ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نےمنصب نبوت پر سرفراز ہونے سے قبل معاشی سرگرمیاں اختیار کی۔لیکن نبوت پر فائز ہونے کے بعد آپ کی کسی معاشی سرگرمی میں براہ راست ملوث ہونے کا ذکر کتب سیرت میں نہیں ملتا۔البتہ بعثت کے بعد آپ نے دوسروں کو مضاربت پر مال دے کر تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔[xvi]

نبوت کے ابتدائی دور میں صحابہ کرام کوسرکار دو عالم کی کفالت کی سعادت نصیب ہوئی ان خوش بخت افراد میں حضرت ابوبکر صدیق سعد معاذ اور عمار بن حزم کے نام قابل ذکر ہیں ۔حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے ننھیالی رشتہ دار تھے وہ آپ کے ہاں کبھی

سالن کبھی دودھ اور کبھی روٹی کبھی گوشت اور کبھی کبھار کوئی میٹھی چیز باقاعدگی سے ارسال کرتے تھے اس کو آپ پسند فرما لیتے تھے آپ صدقہ نہیں البتہ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے ۔

حضرت ابوبکر صدیق نے رسالت ماب کی بہت زیادہ مالی مدد فرمائی جس کو آپ نے کئی بار ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے کہا آپ جھوٹ بولتے ہو اور ابوبکر صدیق نے کہا آپ نے سچ کہا ہے اور انہوں نے اپنی جان اور مال کے ساتھ میری مدد کی کیا تم مجھ سے میرے دوست کو چھڑوانا چاہتے ہو ایسا دو مرتبہ فرمایا۔[xvii]

آپ کا ارشاد گرامی ہے کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا۔[xviii]

دعوت اسلام کے خفیہ تبلیغ کے دور میں حضرت ارقم بن ابی ارقم مخزومی نے اپنا مکان آپ کے صدر مقام تحریک کے لیے پیش کیا تھا اور ظاہر ہے کہ اس قیام کے دوران آپ کی دوسری خدمات اہل بیت کے علاوہ آپکے یہی جان نثار سر انجام دیتے تھے۔[xix]

مدنی دور میں رسول اللہ کی معاشی حالت۔

ام القری سے ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ پاک تشریف لائے تو 7 مہینے تک مشہور صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو مہمانی کا عظیم شرف بخشا۔ ظاہر ہے اس مدت میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے پینے اور دیگر اخراجات کے لئے کسی کام اور محنت کی ضرورت نہ تھی۔

حضرت ابو ایوب انصاری کی یہ خوش نصیبی تھی کہ دوسرے جاں نثار اور وفا شعار انصار کی زبردست خواہش اور حد درجہ تمنا کے باوجودخداوند عزوجل نے انہیں حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی ''مہمان نوازی'' کے لئے منتخب فرمالیا تھا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تواضع اور مہمانداری کرکے دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل نہ کرتے۔ وہ اگرچہ کوئی امیر کبیر آدمی نہ تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ ایک رات پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا تو پانی کے نیچے حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمرے میں ٹپکنے کے اندیشے کے باعث انہیں اپنے ہی لحاف کے ذریعے اس پانی کو جذب کرنا پڑا تھا۔ گھر میں اتنا کپڑا (تولیہ وغیرہ) نہ تھا کہ اس سے پانی کو جذب کرسکتے[xx]۔

(سہیلی الروض الانف، 2: 239)اس کے باوجود حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روزانہ بڑی عقیدت اور چاہت سے کھانا تیار کرکے اپنے آقا ومولا کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور جو کھانا باقی رہتا، اسکو میاں بیوی بطور تبرک بڑے شوق سے کھاتے اور برتن کی اسی جگہ سے کھاتے جہاں سرکار مدینہ کے دست مبارک کے نشان لگے ہوتے تھے۔[xxi]

تاجدار کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے ننھیال کی طرف سے جو لوگ صاحب حیثیت تھے ان کی کیفیت یہ تھی کہ روزانہ بلا ناغہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کھانے پینے کا بندوبست کر کے آپ کے گھر میں پہنچاتے تھے ۔[xxii]رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے ہمسایہ انصار میں سے تھے جن کے پاس اونٹنیاں تھیں وہ (از راہ محبت) حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دودھ بھیجا کرتے تھے تو وہ دودھ آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں پلادیتے تھے[xxiii]

ذاتی بکریاں و اونٹنیاں۔

ہاتھ سے کماکر کھانے والے بلکہ دوسروں کو کھلانے والے نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیسے ممکن تھا کہ وہ ان صحابہ رضی اللہ عنہ کے تحائف و ہدایا اور نذرانوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے۔ انصار کے یہ پرخلوص ہدیے اور نذرانے تو محض ان غلاموں و عقیدت مندوں کی تسکین خاطر عزت افزائی اور بلندی درجات کے لئے قبول کئے جاتے تھے۔ بنا بریں بلاذری اور دیگر سیرت نگاروں کے مطابق حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال بچوں کی غذائی ضروریات کے لئے دودھ دینے والی کچھ بکریاں اور اونٹنیاں ذاتی طور پر خرید لیں تھیں اور کچھ لوگوں نے بطور ہدیہ پیش کی تھیں۔[xxiv]

ان بکریوں اور اونٹنیوں کے لئے شہر مدینہ کے مضافات میں ایک چراگاہ معین کی گئی جہاں ایک صحابی رضاکارانہ طور پر ان جانوروں کی نگہداشت کرتے، انہیں چرانے کا فریضہ انجام دیتے اور روزانہ دودھ اس مقام سے مدینہ منورہ لاکر رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں پہنچایا کرتے تھے۔ اہل خاندان اس دودھ کو استعمال کرتے تھے۔[xxv]

مال غنیمت میں حصہ۔

2ھ رمضان المبارک میں غزوہ بدر پیش آیا اور اس کے بعد بوجوہ غزوات کا ایک مستقل سلسلہ چل نکلا۔ دشمنان اسلام پر فتح کے نتیجہ میں ان کی املاک اور سازو سامان غنیمت کے طور پر ہاتھ لگتا۔ اللہ کریم نے سابق انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے برعکس اس مال غنیمت کو حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بطور خاص حلال قرار دیا۔ ارشاد نبوی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:[xxvi]

’’ہم سے قبل کسی کے لئے یہ غنیمتیں حلال نہ تھیں۔ بایں وجہ کہ اللہ نے ہماری کمزوری اور عجز کو دیکھا تو غنیمت کو ہمارے لئے حلال کردیا۔[xxvii]

صحابہ کا باغات وقف کرنا

3ھ میں جب غزوہ احد پیش آیا تو اس میں اگرچہ مسلمانوں کو کوئی مال غنیمت نہیں ملا تھا تاہم اللہ کریم نے اپنے وعدہ

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًاo وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔

’’اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (دنیا و آخرت کے رنج و غم سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رِزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔[xxviii]

اب تک جو بحث کی گئی وہ صحابہ کرام کی ہدایات دعوت و اجتماعی کانوں میزبانوں کی سخاوت یعنی دوسروں کے سامان خرد نوش لباس اور سواری فراہم کرنے پر مبنی تھاسوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام ذرائع جزوی یا وقتی تدارک کے تھے اور پھر دوسروں کی کمائی پر مبنی تھے۔آخرسرکار نے اپنی ضروریات اور اپنے گھر والوں بالخصوص ازواج مطہرات کے لیے کیا انتظام کیا تھا۔

ان سب کا گزارا محض عطائے غیر پر تھا آقا دو جہاں نے اکل حلال کے لیے کوئی مستقل انتظام بھی کیا تھا۔[xxix]

تاجدار کائنات کے اخراجات میں توازن ۔

ذاتی ضروریات میں سادگی ۔

سرکار دو جہاں کی ذاتی زندگی نہایت سادہ تھی اور آپ نے کبھی دنیاوی آسائشوں کی خواہش نہیں کی۔

دینی اور دنیاوی ہر دو پہلوں میں ہمیں حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ سے کامل راہنمائی ملتی ہے۔سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ اور حسبِ ضرورت اس میں پیوند وغیرہ لگا کر پہننے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آقا دو جہاں نے نئی قمیص پہن کر عبادت کی ۔ جس میں نقش و نگار تھے۔ سرکار نے دوران عبادت اس کے نقش و نگا ر پر ایک نظر فرمائی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایایہ قمیص ابوجہم کو واپس کر دو اور میرے لیے ابنجان کی بنی ہوئی عام سی چادر منگوا دو۔[xxx]

خوراک میں سادگی۔

آپ کی خوراک عام طور پر کھجور پانی اور جو کی روٹی پر مشتمل ہوتی تھی کئی مواقع پر آپ نے فاقہ بھی کیا۔

رہائش میں سادگی۔

آپ کے گھروں کی دیواریں کچی اینٹوں اور چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور ان میں صرف ضروریات زندگی کی محدود اشیاء موجود تھیں۔

اپنی ضروریات قربان کر دینا۔

نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس ایک مرتبہ ایک عورت نے ایک چادر رکھ دی کہ آپ نے اسے پہن لیا ایک شخص نے وہ چادر مانگی تو آپ نے فورا اتار کر اسے دے دی حالانکہ آپ کے پاس کوئی اور چادر نہ تھی

میانہ روی کی تعلیم۔

پیغمبر اعظم نے ہر حال میں میانہ روی اور اعتدال کی تعلیم دی چاہے ذاتی اخراجات ہو یا صدقہ اور خیرات۔

سرکار دو جہاں نے فرمایا کہ اچھا کام وہ ہے جو میانہ روی کے ساتھ کیے جائیں۔اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرو۔[xxxi]

ارشاد گرامی ہے بہترین خرچ وہ ہے جو میانہ روی کے ساتھ کیا جائے۔

اپنی ذات پر خرچ سے گریز۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ آپ کے بستر پر کھجور کے پتوں کی چٹائی کے نشانات تھے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کسرہ تو ریشمی بستروں پر سوتا اور اپ کا یہ حال ہے اپ نے فرمایا اے عمر کیا تم نہیں جانتے وہ دنیا میں اور ہم آخرت میں

نتیجہ۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اخراجات میں توازن کا راز اعتدال سخاوت اور قناعت میں مضمرہے آپ کی سیرت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ مال و دولت کو اسراف یا بخل کے بغیر استعمال کیا جائے اپنی ضروریات پوری کرتے ہوئے دوسروں کی مدد کو ترجیح دی جائے اور ہمیشہ

آخرت کو دنیا پر فوقیت دی جائے آپ کی یہ تعلیمات قرآن و حدیث اور عملی زندگی سے بھرپور طور پر ثابت ہے اور آج کے دور میں بھی ایک مثالی طرز حیات پیش کرتے ہیں۔

ذرائع آمدن اور اخراجات میں توازن کی عصری معنویت ۔

تجارت کی بنیاد دیانت داری پر۔

آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے تجارت کے ذریعے حلال آمدن حاصل کی اور دیانتداری کو تجارت کا لازمی جز قرار دیا آپ کے اصولوں کی روشنی میں۔آپ نے فرمایا سچ بولنے والا امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔[xxxii]

عصری پہلو ۔آج کی معیشت میں کرپشن جھوٹ اور دھوکہ دہی عام ہے جس سے تجارت میں اعتماد کا فقدان ہے اگر دیانت داری اور شفافیت کو تجارت میں شامل کیا جائے تو عالمی معیشت زیادہ مستحکم ہو سکتی ہے ۔

تحائف اور سخاوت ۔سرکار مدینہ نے تحائف کو مثبت تعلقات کے فروغ کا ذریعہ بنایا۔لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تحائف کو رشوت کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔تحائف کو معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا لیکن ان کا غلط استعمال منع فرمایا۔

عصری پہلو ۔آج کے دور میں تحائف اکثر رشوت کے طور پر دیے جاتے ہیں جو بدعنوانی کو بڑھاتے ہیں اگر اس اصول پر عمل کیا جائے تو بدعنوانی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

زکوٰۃ اور صدقات کا نظام ۔

زکوۃ اور صدقات کا مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم اور غربت کا خاتمہ تھا ۔قرآن میں زکوۃ کو فرض قرار دیا گیا ۔اور صدقات کو دل کی پاکیزگی کہا گیا ۔اور ان کے مالوں سے زکوۃ لو تاکہ ان کو پاک اور صاف کر دو۔[xxxiii]

عصری پہلو ۔آج کے دور میں غربت اور عدم مساوات کے بڑھتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے لیے زکوۃ کے نظام کو اپنانا ضروری ہے۔

اگر حکومتیں زکوۃ کو موثر طریقے سے جمع اور تقسیم کریں تو یہ ایک مضبوط فلاحی ریاست کے قیام میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

سادگی اور کفایت شعاری ۔

تاجدار کائنات کی ذاتی زندگی میں سادگی اور کفایت شعاری نمایاں تھی آپ صلوۃ والسلام نے ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو ناپسند کیا آپ نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اس میں برکت ہے۔

عصری پہلو۔موجودہ دور میں غیر ضروری اخراجات اور فضول خرچی معیشت کے عدم استقام کی ایک بڑی وجہ ہے اگر لوگ سادگی اپنائیں تو یہ قرضوں کی کمی اور بچت میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔

سماجی انصاف۔

رسول خدا نے دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا تاکہ سماج کے تمام طبقات کو فائدہ ہو۔آپ کا ارشاد گرامی ہے وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کے کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔[xxxiv]

عصریمعنویت ۔آج کے سرمایہ دارانہ نظام میں دولت چند ہاتھوں میں محدود ہے جس کی وجہ سے طبقاتی فرق بڑھ رہا ہے اگر دولت کی منصفانہ تقسیم کا نظام اپنایا جائے تو سماجی انصاف ممکن ہے۔

تجاویز ۔

غربت کے خاتمے کے لیے زکوۃ کا عملی نفاذ ۔نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے زکوۃ کے نظام کے ذریعے غربت کے خاتمے کو یقینی بنایا زکوۃ نہ صرف غربت کو ختم کرتی ہے بلکہ معاشرے میں دولت کی گردش کو بھی ممکن بناتی ہے۔اگر زکوۃ کے نظام کو اقوام متحدہ کے سسٹینیبل ڈیویلپمنٹ گولز کے مطابق نافذ کیا جائے تو یہ غربت اور بھوک کے مسائل حل کرنے میں مددگار ہو سکتا ہے۔

اخلاقی معیشت کی ضرورت۔

سرکار دو جہاں نے اخلاق کے اصولوں پر مبنی معیشت کو فروغ دیا جیسے جھوٹ اور دھوکہ دہی سے پرہیز کیابلکہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے [xxxv]

موجودہ دور میں کاروباری معاملات کے اندراخلاقیات کی کمی سے معاشی عدم استحکام پیدا ہو رہا ہے اگر آپ کے اصولوں پر عمل کیا جائے تو عالمی معیشت میں اعتماد اور استقام بحال ہو سکتا ہے۔

سود سے پاک معیشت ۔

قرآن پاک میں سود کو حرام قرار دیا گیا اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔[xxxvi]

سودی نظام معیشت کی جڑیں کمزور کرتا ہے اور غربت کو بڑھاتا ہے اگر اسلامی بینکنگ اور سود سے پاک معیشت کو فروغ دیا جائے تو مالی بحرانوں سے بچا جا سکتا ہے۔

سابقہ کام کا تحقیق جائزہ ۔

اسلامی ریاست کے اہم ذرائع آمدنڈاکٹر مفتی عمران الحق کلیانوی، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ القرآن والسنۃ، کلیہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی

اس عنوان پر آپ کا ایک ارٹیکل موجود ہے۔

موجودہ دور میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ذرائع آمدنی اور اخراجات کے بارے میں مختلف مضامین اور آرٹیکل موجود ہیں ۔ان میں سے ایک آرٹیکل رسول اللہ کے ذرائع معاش ہیں جو mohaddisکی ویب سائٹ پر موجود ہے۔اس ارٹیکل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی معمولات اور ذرائع امدن کے بارے میں تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ ویکیپیڈیا پر حکومتی آمدنی کے ذرائع کا ایک صفحہ موجود ہے جو مختلف حکومتوں کے ذرائع امدن کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے اس میں ٹیکس منافہ بخش اداروں کی آمدنی قرضے کاغذی کرنسی اور دیگر ذرائع آمدن کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں۔

عصری سماج کی معاشی سرگرمیوں میں اخلاق حسنہ کا کردار: سیرت طیبہ کے تناظر میں(ثنا اللہ الازہری اور ظہور اللہ الازہری) اس عنوان پر آرٹیکل موجود ہے ۔Ashian Research index

ابن ہشام عبدالملک بن ایوب 1995 سیرت النبویہ جلد دوم مصر دارالہدی صفحات345-357

ابن سعد محمد بن سعد بن منیع1415ھ الطبقات الکبری ج2 بیروت دارالکتب العلمیہ صفحات 234

نتائج بحث ۔

سخی اللہ اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے دوزخ سے دور ہوتا ہے آپ نے کثرت کے ساتھ اتفاق پر زور دیا ہے۔

لیکن بہت زیادہ افسوس کی بات ہے کہ سخی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا امت آج سخاوت سے دور نظر آرہی ہے لوگ شادی بیاہ تقاریب اور خواہشات کی تکمیل میں تو پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہیں۔

لیکن محتاجوں ضرورت مندوں کے لیے ان کے خزانے بند رہتے ہیں۔دینی تقاضوں پر خرچ کرنا ان کے لیے دشوار ہوتے اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مالیاتی اخراجات کے اس نمایاں پہلو روشنی ڈالتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوڑ کر بچا کر رکھنے کے حق میں نہیں تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قناعت اختیار کرنے کا حکم دیا لیکن آج قناعت کا پہلو ہماری زندگیوں میں نظر نہیں آتا ۔

سفارشات۔

اسلامی اقتصادی نظام میں توازن قائم کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرائع آمدن کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

اسلامی اقتصادی نظام میں زکوۃ عشر اور جزیہ جیسی ذرائع آمدن کو دوبارہ متعارف کروانا چاہیے۔

معاصر اقتصادی نظام میں اسلامی اقتصادی نظام کی بنیادوں کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ معاشرے میں توازن قائم کیا جا سکے۔

اسلامی اقتصادی نظام میں توازن قائم کرنے کے لیے تعلیم اور آگاہی کا اہم کردار ہے اس لیے لوگوں کو اسلامی اقتصادی نظام کی بنیادوں کے بارے میں تعلیم دینی چاہیے۔

اسلامی اقتصادی نظام میں توازن قائم کرنے کے لیے حکومت اور غیر سرکاری اداروں کے درمیان تعاون ضروری ہے۔

اسلامی اقتصادی نظام میں توازن قائم کرنے کے لیے معاشی عدم مساوات کے مسائل کا حل نکالنا چاہیے۔

اسلامی اقتصادی نظام کی بنیادوں پر مبنی اقتصادی تعلیم کا نظام متعارف کروانا چاہے ۔

یہ سفارشات اسلامی اقتصادی نظام میں توازن قائم کرنے اور معاصر اقتصادی چیلنجوں کے حل کے لیے مفید ہو سکتی ہیں ۔

حوالہ جات:

---

[i] القرآن ،33:21

[ii] القرآن ،30:6

[iii] محمد بن اسماعیل بخاری،الجامع الصحیح ،کتاب الاجارات،باب رعی الغنم علی قراریط (ریاض:دارالسلام،1412ھ)،ج1ص301رقم:2262

[iv] ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم،پیر محمد کرم شاہ الازہری رح **(لاہور: مکتبہ ضیاء القران پبلیکیشنز،2004)** ج2،ص105

[v] المنجد ، محمد بن صالح المنجد، مترجم عصمت ابو سلیم،(لاہور**مکتبہ دانیال أردو بازار2023**)ص620

[vi] خاتم النبیین، محمد ابو زہرہ مصری،(دارالکتب مصریہ)،ج1،ص138

[vii] تفسیر قرطبی ،ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی (المتوفی:671ھ) تحقیق،احمد البردونی وہ ابراہیم اطفیش الناشر: دارالکتب مصریہ،القاہرہ ،الطبعۃ الثانیۃ ،1384ھ ج 20،ص204

[viii] القرآن، 119:9

[ix] القرآن، 41:19

[x] بخاری،الجامع الصحیح ،باب تفسیر القران 8:1،رقم:4971

[xi] السيرت ابن بشام عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري أبو محمد جمال الدين (المنوف (213هـ) تحقيق مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي الناشر شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر الطبعة الثانية 1375هـ - 1955 م ج 1، ص 121

[xii] نفس مصدر ،ج1ص122

[xiii] نفس مصدر ،ج1ص122

[xiv] القرآن، 30:8

[xv] ڈاکٹر پروفیسر نور محمد غفاری، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، دیال سنگھ لائبریری لاہور، ص82

[xvi] الحلبي على بن برهان الدين الشافعي السيرة الحلبية حاشية احمد زينى دحلان، المكتبة الإسلامية بيروت لبنان ندارد

[xvii] سنن ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید الربعي القزوینی، بابُ : فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، سنن ابن ماجہ شرح از مولانا عطا اللہ ساجد، حدیث/ صفحہ نمبر: 94

[xviii] نفس مصدر

[xix] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی،ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی،لاہور(مکتبہ دانیال پبلیکیشنز 2006)ص76

[xx] وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ،علامہ علی بن احمد سمہودی،(المکتبہ اسلامیہ بیروت ،لبنان،ندارد)،سن اشاعت 1405

[xxi] نفس مصدر ،239:2

[xxii] نفس مصدر 239:3

[xxiii] بخاری، الجامع صحیح ، کتاب الھبہ وفضلھا، 2:رقم 907،

ڈاکٹر محمد حمیداللہ، خطبات بہاولپور، خطبہ نظام مالیہ وتقویم،)

[xxv] محمد بن مسلم الحجاج قشیری،الجامع الصحیح ،مسلم، باب تحلیل الغنائم لھذہ الامة خاصه، 3: 1366، الرقم:17:47

[xxvi] القرآن ،10:4 ص 2751

[xxvii] نفس مصدر

[xxviii] القرآن ،2:3

[xxix] سیرت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ،علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی ،(ندوۃالمصنفین،شبلی اکیڈمی ،اعظم گڑھ ،2003)ج1،ص281

[xxx] بخاری،الجامع الصحیح ،باب لباس،8:9:رقم 5365

[xxxi] معجم الاوسط،امام الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد الطرانی (مترجم غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی،مکتبہ دانیال پبلیکیشنز لاہور 2006) رقم 3344

[xxxii] سنن دارمي،امام عبد الرحمن الدارمی سمرقندی، کتاب البیوع ،باب فِي التَّاجِرِ الصَّدُوقِ (دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1980)رقم4322

[xxxiii] القرآن ،103:2

[xxxiv] صحیح مسلم ،امام مسلم بن الحجاج قیشری،کتاب الایمان ،باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ خِصَالِ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ:(مکتبہ دانیال لاہور 2006) رقم 171

[xxxv] سنن ابن ماجہ ،ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ الربعی القزوینی، کتاب التجارات،بَابُ ، النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ،(دارالکتب العلمیہ ،بیروت لبنان 1920)،2224

[xxxvi] القرآن ،275:2